نظرات

گذشتہ ماہ کے نظرات لکھے جا چکے تھے کہ اس کے بعد میں دلی گیا اور برادرم مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی سے ملاقات ہوئی تو دوران گفتگو میں یہ محسوس کر کے مجھے صدمہ اور افسوس ہوا کہ گذشتہ سے پیوستہ یعنی برہان مورخہ اپریل کے نظرات پڑھکر برادر موصوف کے دل کو ٹھیس لگی اور ان کو دکھ ہوا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کو سخت اشتعال کے عالم میں بھی ٹھنڈے دل و دماغ سے اظہار خیال کرنے کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے اور پھر جب میری عمر چودہ پندرہ برس کی تھی اس وقت سے اب تک جو تعلق خاص ان کو مجھ سے اور مجھ کو ان سے رہا ہے ان دونوں باتوں کے پیش نظر ذرا ملاحظہ فرمائیے، مفتی صاحب نے اپنی آزردگی خاطر کا اظہار کس بلاغت اور حسن بیان سے کیا ہے،

میں کھانے سے فارغ ہو گیا اور کرسی پر بیٹھ کر باتیں اِدھر اُدھر کی ہونے لگیں تو اچانک مفتی صاحب بول پڑے: اور ہاں مولوی سعید! اس ماہ کے نظرات تم نے نہیں لکھے؟ میں نے ادبدا کے تعجب سے پوچھا: کیوں کیا بات ہے؟ مفتی صاحب نے اب ذرا بلند آواز کر کے کہا: "میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ نظرات تمھارے قلم کی تحریر ہرگز نہیں ہو سکتے، میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ آج تک تم نے کسی فرد یا جماعت کا نام لے کر اس کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے جو اس کے لئے دل آزاری کا باعث ہو، پھر یہ کیونکر ممکن ہوا کہ ان نظرات میں مسلم لیگ، مسلم مجلس اور مسلم مجلس مشاورت کا نام لیکر ان کو جلی کٹی باتیں سنائی گئی ہیں جن سے ان کا دل دکھا ہے اور ان کو شکایت پیدا ہوئی ہے" میں نے کہا اگر ایسا ہے تو میں اس کے لئے معذرت خواہی کر لوں گا کیونکہ وا‍قعہ [illegible] میں نے

اپنے قلم اور زبان کو حتی الوسع اس سے محفوظ رکھا ہے کہ اس سے کسی کی دل آزاری ہو، لیکن سیاسیات میں میرا جو خیال ہے وہ میرے ساتھ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

مفتی صاحب کی گفتگو ختم ہوئی جس سے بدمزہ ہونے کے بجائے میری طرح آپ بھی محظوظ ہوئے ہوں گے، اب سنئے، اس سلسلہ میں میری دو گذارشیں ہیں: (۱) ایک یہ کہ مذکورۂ بالا تینوں جماعتیں جن کا نام نظرات میں آیا ہے، میرا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ ان جماعتوں نے مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کی اور ان کے وجود سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا، بلکہ مجکو اعتراف ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے دستوری حقوق کی حفاظت اور ان کی نگہداشت میں قابل ذکر جد وجہد کی اور اس راہ میں سرگرمی دکھائی ہے، لیکن میرے نزدیک یہ فوائد جو مسلمانوں نے ان مجالس سے حاصل کئے ہیں وہ مستقل، پائدار اور ہمہ گیر نہیں ہیں بلکہ جزوی، ہنگامی اور مقامی ہیں، یعنی آپ نے پارلیمنٹ یا اسمبلی کے الکشن میں حصہ لیا اور چند سیٹیں حاصل کرکے ان دستور ساز مجلسوں میں اپنے ایسے نمائندے بھیج دیئے جو مسلم کاز کی وہاں حفاظت اور حمایت کریں اور مسلمانوں کے ساتھ کہیں ناانصافی ہو رہی ہو تو اس کے خلاف احتجاج کریں، کہیں فرقہ وارانہ فساد ہو تو ریلیف ورک کریں، اور بس! ملک کی عام سیاست میں ان کا عمل دخل نہیں۔

---

(۲) دوسری گذارش: میرا نظریہ آج نہیں بلکہ شروع سے یہ رہا ہے کہ ہمارا ملک یا قوم ایک کُل ہے اور مسلمان اس کُل کا ایک جزو اہم ہیں اس بنا پر اگر ملک یا قوم بحیثیت مجموعی صالح اور تندرست ہے تو مسلمان بھی مطمئن اور پرسکون ہوں گے، لیکن اگر معاشرہ میں ہی بگاڑ ہے، مفاد پرستی، کام چوری، خود غرضی اور حرص وطمع عام ہے، انسانی اقدار حیات کا فقدان ہے اور لا اینڈ آرڈر کا بس فقط نام ہی نام ہے، اور جو ملک میں امن وامان کے قیام اور لوگوں کے شہری حقوق کی حفاظت کے ذمہ دار اور ان کے نگہبان مقرر کئے گئے ہیں وہ بلی سے گوشت

کی رکھوالی کے مصداق ہیں تو بے شک فلک حق کر لیجئے، آپ مسلمانوں کو بھی دل کا چین اور زندگی کا سکون نہیں دلا سکتے، اس بنا پر میں مسلمانوں کے معاملات و مسائل کو ملک کے مسائل و معاملات سے الگ کر کے نہیں دیکھتا، میں دیکھتا ہوں کہ اگر مسلمان غیر مطمئن ہیں تو دوسری جانب ملک کے عوام، خصوصاً پس ماندہ طبقات، غریب اور متوسط طبقہ کے افراد بھی روز افزوں ہوشربا گرانی، اشیاء میں ملاوٹ، چور بازاری، رشوت ستانی اور انتظامیہ کی بے رحمی اور فرض ناشناسی کے باعث سخت اجیرن میں ہیں، کوئی بتائے کہ آج پنجاب میں، آسام میں اور جنوبی ہند کی چار ریاستوں میں جو ہو رہا ہے، یا یہاں آئے دن یونیورسٹیوں، کارخانوں اور سرکاری دفتروں میں جو ہنگامے اور مظاہرے ہوتے رہتے ہیں، یہ سب کچھ کس چیز کا ردعمل ہیں؟ یہ نتیجہ ہے سیاست غیر عادلہ کا جس کی تعریف شاہ ولی اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس میں ایک شخص بھی ایمانداری اور راست بازی پر قائم رہتے ہوئے اپنی عائلی زندگی اطمینان سے نہ گذار سکے اور بے ایمانی کرنے پر مجبور ہو۔

زیر بحث نظرات میں میں نے لکھا ہے: "مسلمان اب تک اپنا سیاسی موقف متعین نہیں کر سکے" اس سے میری مراد یہی ہے کہ مسلمانوں نے اب تک کل ہند پیمانہ پر کوئی اقدام ایسا نہیں کیا جو ملک کی اس سیاست غیر عادلہ پر اثر انداز ہو اور جس سے ملک میں جمہوریت، سیکولرزم اور سوشلزم کی جڑیں مضبوط اور استوار ہوں، اور ظاہر ہے، یہ کام فرقہ وارانہ بنیاد پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔